آلفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار
فی پرچہ تین پیسے
قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۱۱ | مورخہ ۷ر اپریل ۱۹۲۵ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۲ر رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی صحت کے متعلق حضور نے اپنی طرف سے حسب ذیل اعلان لکھ کر چسپاں کرایا:۔

"یا ایہا الاحباب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضرت اُم المومنین کی طبیعت علیل ہے۔ انکی صحت کامل کیلئے دعا فرما دیں۔" مرزا محمود احمد

حضرت ام المومنین کی صحت کے متعلق ڈاکٹری اطلاع حسب ذیل ہے:۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے آج (۴ر اپریل) چوتھا روز ہے۔ کہ قے اور سر کے چکروں سے سخت تکلیف رہی ہے۔ کل سے قے میں افاقہ ہے۔ مگر سر کے چکر بدستور ہیں۔ آج کئی دن کے بعد کچھ کھانا بھی کھایا ہے۔ طبیعت نسبتاً

خواتین جماعت احمدیہ کی بہبودی کا تقاضا

جب سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے ہیں۔ آپ کو جماعت احمدیہ کی جسمانی روحانی دینی دنیاوی۔ بہتری و بہبودی کی جو فکر ہے۔ وہ ایک باپ کو بھی اپنے بیٹوں کے لئے کیا ہو گی۔ آپ نے کوئی لمحہ۔ کوئی موقعہ ایسا رائگاں نہیں جانے دیا۔ جس میں جماعت احمدیہ کی ترقی کی کوئی صورت نکلتی ہو۔ اور آپ نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ اپنا مال۔ اپنی جان۔ اپنی طاقت اپنا علم و فہم فی سبیل اللہ وقف ہے۔ ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ جب آپ پر یہ امر کھلا کہ اسوقت اسلام کی راہ میں سب سے بھاری روک یورپ کا تمدن ہے۔ تو حالات کا مطالعہ بچشم خود کرنے کے لئے اتنا بڑا سفر اختیار کیا۔ حالانکہ صحت اور خانگی حالات ہرگز موافق نہ تھے۔ اپنی جائداد کا ایک حصہ الگ کر کے اپنی ذات خاص کے لئے سفر خرچ بہم پہنچایا اور تشریف لے گئے۔ رستہ ہی میں آپ کی صحت نہایت نازک حالت میں ہو گئی۔ لیکن آپ کے عزم و استقلال میں کچھ فرق نہیں آیا۔ اور اپنی رؤیا کے مطابق آپ ساحل انگلستان پر اُترے۔ اور پہلے بلاد اسلامیہ میں پھر یورپ میں وہ کامیابی و کامرانی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی کہ دوست تو دوست دشمنوں کو بھی اس کا قائل ہونا پڑا۔ واپسی پر سیدہ امۃ الحی (مرحومہ مغفورہ) کی وفات کا واقعہ پیش آیا اور وہی حالت ہوئی۔ جو چلتی گاڑی کے ایک پہیے میں نقص آجانے کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔ اس کا احساس سب سے زیادہ اسی وجود مسعود کو ہونا تھا۔ اور ہوا۔ جو اس گاڑی کا قائد اعظم ہے۔ آپ کئی بار اپنا یہ خیال ظاہر فرما چکے ہیں کہ جماعت کی ہر شعبہ حیات میں ترقی بغیر اس کے ممکن نہیں۔ جب تک کہ دونو طرف کی زندگی کو بہتر نہ بنایا جائے۔ اور دونو (رجال و نساء) کی علمی و مذہبی و تمدنی ترقی کو پیش نظر نہ رکھا جائے۔ مردوں میں تو

خدا کے فضل سے آپکا وجود باوجود براہ راست فیض رسان ہے لیکن خواتین میں ضرورت ہے۔ ایسی خواتین کی جو نہ صرف خود زیور علم سے مزین ہوں۔ اور تفقہ فی الدین سے حصہ وافر رکھتی ہوں۔ بلکہ اپنی دوسری بہنوں کو بھی اس نعمت کا افاضہ حضرت امام جماعت کی رہنمائی میں کر سکیں۔ یہی وہ ضرورت ہے۔ جس کے لئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی شادیاں کیں۔ اور ان کی برکات سے تمام خطہ عرب معمور ہوا۔ اور اسی مقصد کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ مجاہدہ اختیار فرمایا نادانوں بلکہ مجھے کہنا چاہیئے۔ سیہ دل معاندوں نے سرورِ کائنات پر عیش پرستی کا الزام دیا۔ مگر حضور نے ایک صحبت خاص میں جس دردناک لہجہ میں فرمایا۔ وہ مجھے اب تک یاد ہے کہ دنیا کے فرزند اپنے پر قیاس کرتے ہوئے اسے عیش پرستی قرار دیں لیکن بیویوں میں مساوات اور ان کے حقوق کی نگہداشت نفس کو کچل دینے والا اور پیس دینے والا مجاہدہ ہے۔ اور میں نے اسے اسلئے اختیار کیا ہے تا اسلام کے معترضین کا عملی جواب ہو۔ اور وہ دیکھ سکیں کہ چار تک بیویاں کر کے ان میں مساوات رکھی جا سکتی ہے۔ اور مثنیٰ و ثلاث و رباع کا حکم ربانی اپنے اندر بہت سی برکات رکھتا ہے۔ چنانچہ ہم خدا کے فضل سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ معاندین اسلام کے اعتراضات سُن سُن کر بعض مدعیان اسلام بھی جو ان کے ہمنوا ہو چلے ہیں۔ تو یہ ان کی غلطی ہے۔ ورنہ اسلام کا حکم عین حکمت و سراسر رحمت و برکت و موجب ازدیادی مودۃ و سکینت اور گھروں کو جنت بنانے کا ذریعہ ہے۔ سیدہ امۃ الحی کی وفات پر ہم نے ایک نقصان عظیم محسوس کیا ہے۔ اور دیکھ رہے ہیں۔ کہ سلسلہ کے کاموں میں حضرت خلیفۃ المسیح کا ان کی طرح ہاتھ بٹانے والا اور ہجوم افکار کو ہلکا بنانے والا پاکیزہ وجود نہیں۔ بے شک آپ نے ایک سکول کا افتتاح فرمایا ہے۔ جس میں سردست انگریزی، عربی تاریخ و جغرافیہ کی تعلیم ہو رہی ہے۔ تاکہ کچھ استانیاں تیار ہو کر دوسری بہنوں کو پڑھا سکیں۔ لیکن ضرورت ہے ایسے وجود کی جو نہ صرف علم الدین میں بہرہ کامل رکھے۔ بلکہ حضرت امام کی زیر تربیت میں اپنی صنف کی دوسری بہنوں کی ہر معاملہ میں رہنمائی کر سکے۔ اور دین کے مغز اور اسلام کی حقیقت کو اس طریق پر سمجھے۔ اور دوسروں کے ذہن نشین کر سکے۔ جس طریق پر حضور چلانا چاہتے ہیں۔ اور سلسلہ کے کاموں میں حضرت خلیفۃ المسیح کا دست و بازو بنکر حصہ لے سکے۔ یہ ضروریات جن کو اس چھوٹے سے نوٹ میں پورے طور پر بیان بھی نہیں کیا جا سکا۔ میرے خیال میں متقاضی ہیں کہ حضور باوجودیکہ آپ کی صحت بالعموم اچھی نہیں رہتی۔ محض سلسلہ کی بہبودی و بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے لئے ایک صعب ترین مجاہدہ تیسری شادی کی صورت میں تجویز فرمائیں۔ بیشک جو وجود دس سال کی تربیت میں تیار ہوا تھا۔ اس کا نعم البدل اتنی جلد بظاہر نظر نہیں آتا۔ لیکن جماعت احمدیہ میں کئی گھرانے ہیں۔ جن میں ہم قرآن و حدیث کے علم اور عربی انگریزی زبانوں کی تحصیل کا چرچا پاتے ہیں۔ اور جو سلسلہ احمدیہ سے ایسی وابستگی رکھتے ہیں کہ ان کی تمام راحت اسی کی ترقی اور بہبودی میں ہے۔ اور وہ صرف تربیت کے محتاج ہیں۔ پس کیا عجب ہے۔ کہ بہت جلد اس خصوص میں ہم کوئی خوش کن اور اطمینان بخش خبر سن سکیں۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن دکھائے۔ (اکمل عفا اللہ عنہ۔ قادیان)

روزوں کے متعلق قابل توجہ اعلان

تمام احمدی احباب رمضان المبارک کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کر لیں۔

امر اوّل۔ جو بوڑھے مرد یا عورتیں ایسے ہیں کہ ان کے قویٰ اس حد تک کمزور ہو گئے ہیں۔ کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتے یا وہ حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورتیں جن کو پھر موقعہ روزہ میسّر ہونے کا بہت کم مل سکنے کی امید ہے یا ایسے ضعیف البنیان اصحاب جو روزہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ اور وہ فدیہ دے سکتے ہیں۔ وہ روزانہ دونو وقت ایک مسکین کو کھانا دیں لیکن بہت سے اصحاب ایسے ہیں۔ جو ایسے مقامات پر رہتے ہیں جہاں کوئی احمدی مسکین (گو غیر احمدی مسکین کو دینا بھی جائز ہے۔ مگر مقدم احمدی ہیں) ان کو دستیاب نہیں ہو سکتا۔ یا ان کے گھر میں بعض مجبوریاں ایسی لاحق ہوتی ہیں۔ کہ وہ باقاعدہ کھانا پکا کر کسی مسکین کو نہیں دے سکتے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ مسکین کے کھانے کی قیمت محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام خزانہ میں بھیجدیں۔ اس کے عوض لنگر خانہ سے ایک مسکین کو ایک ماہ تک کھانا میں جاری کر دوں گا۔ یہ وہ لوگ ہونگے۔ جن کو پہلے سے لنگر خانہ سے کھانا نہیں ملتا ہوگا۔ ذیل کی شرح سے قیمت بھیجی جائے۔

(۱) دونو وقت دال روٹی۔ چھ روپے

(۲) ایک وقت سالن دوسرے وقت دال۔ آٹھ روپے

(۳) دونو وقت سالن روٹی۔ دس روپے

(امر دوم) احادیث میں روزہ کشائی کے متعلق یہاں تک ثواب لکھا ہے کہ جو شخص کسی کا روزہ کھلوائے۔ اُسے ایک روزہ کا ثواب ہوتا ہے۔ اس لئے جو احباب شربت یا دودھ یا کچی لسی یا اور کسی چیز سے مساکین یا غیر مساکین جن کا بھی روزہ کھلوانا چاہیں۔ اس کی رقم محاسب صاحب کے نام بھیجدیں۔ ہم ان سے لیکر یہاں مسکینوں اور مسکین مہاجرین یا غیر مسکین کا جن کا وہ نام لکھیں گے۔ روزہ کھلوا دینگے۔

امر سوم۔ روزوں میں بالعموم ہر جگہ لوگ اپنی خوراک میں ایک قسم کی تبدیلی ضرور کر لیتے ہیں۔ مثلاً گھی۔ دودھ دہی وغیرہ کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ اور یہ ایسا قاعدہ ہے جس کو ہر مسلمان جانتا ہے۔ مگر میں لنگر خانہ میں کئی سال سے دیکھتا ہوں۔ کہ بجٹ کی تنگی کی وجہ سے اور فنڈز کے کمزور ہونے کے سبب ماہ رمضان المبارک میں ہم کوئی خاص تبدیلی خوراک میں نہیں کر سکتے۔ عموماً دونو وقت دال روٹی دی جاتی ہے جو قناعت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کا تبرک سمجھکر بڑی نعمت غیر مترقبہ اور مائدہ سماوی سمجھ کر مہمان کھاتے ہیں۔ مگر منتظمان کو ضرور یہ احساس ہوتا ہے کہ ان ایام میں کم سے کم ایک وقت گوشت ضرور ہو۔ اس لئے میں احمدی احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ لے سکتے ہیں۔ اور ان کی طرف سے گوشت پکوایا جا سکتا ہے۔ بطور صدقہ نہیں۔ بلکہ بطور ہدیہ رقم بھیجدیں اور اگر کوئی رقم بطور صدقہ بھی روانہ کریں۔ تو تصریح کر دیں۔ تاکہ صرف غرباء کو تقسیم کیا جائے۔ گوشت کا نرخ ۸ رفی ثار ہے۔ جتنے سیر گوشت پکوانا چاہیں۔ ۸ر فی ثار کے حساب سے رقم ارسال فرما دیں۔ ایسی تمام رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھیجی جاویں۔ وہاں سے لیکر لنگر خانہ میں گوشت پکوایا جائیگا۔ والسلام

سید محمد اسحٰق۔ افسر لنگر خانہ۔ قادیان

اخبار احمدیہ

تاجروں کو اطلاع تمام احمدی احباب کو جو تجارت پیشہ ہیں اطلاع دیجاتی ہے کہ ہندوستان کے ایک علاقہ میں احمدیوں کیلئے میدان تجارت کھلا ہے۔ جو لوگ تجارت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ وہ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان سے خط و کتابت کریں۔

ریویو آف ریلیجنز انگریزی ماہ مارچ ۱۹۲۵ء کا پرچہ لنڈن سے اسی ہفتہ وصول ہوا ہے۔ جن احباب کو اسوقت تک پرچہ نہ پہنچا ہو تو براہ کرم قادیان مینجر ریویو انگریزی اطلاع دیں تا قادیان سے بھیجدیا جائے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ضرورت رسالہ سکم سن رائز (شمس الاسلام) کا نمبر اپریل جولائی ۱۹۲۲ء جو دو ماہ کا اکٹھا شائع ہوا تھا۔ اسکی ضرورت ہے اگر کوئی صاحب رحمت فرما سکیں تو مجھے بھیجدیں۔ عاجز مفتی محمد صادق۔ قادیان

درخواست دعا میرا حقیقی بھائی عزیز غلام رسول جو ہانگ کانگ میں ملازم ہے۔ کچھ عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب رمضان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۷ ، اپریل ۱۹۲۵ء

شہیدانِ کابل اور غیر مبایعین

کیا شہیدان کابل غیر مبایع تھے

(نمبر ۲)

اس مضمون کے گذشتہ نمبر میں ہم "پیغام صلح" کے اپنے بیان اور جناب مولوی محمد علی صاحب کی تحریر سے دکھا چکے ہیں کہ وہ شہیدان کابل کو مبایع قرار دے چکے ہیں۔ اب ہم واقعات کے رُو سے بتانا چاہتے ہیں۔ کہ غیر مبایعین اس دعویٰ میں ہرگز حق بجانب نہیں۔ کہ شہیدان کابل ان کے ہم عقیدہ اور ان کے ساتھی تھے۔

اسکے متعلق سب سے اول تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کابل کے شہداء قادیانی احمدی نہ تھے۔ بلکہ غیر مبایعین کے ساتھ تھے۔ تو وہ بتلائیں۔ احمدیانِ کابل سے تعلق کا ان کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کیا کابل کے شہدا کبھی ان کے ہاں آئے یا کبھی ان سے خط وکتابت ہوئی یا کبھی انکی تکالیف کو دُور کرنے کے متعلق غیر مبایعین نے کچھ کوشش کی۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو آج غیر مبایعین کو یہ کہنے کا کیا حق حاصل ہے۔ کہ کابل کے شہداء ان سے تعلق رکھتے تھے۔ برخلاف اسکے جس قدر کابل میں احمدیوں کی آزادی کے متعلق کوشش کی گئی وہ ہماری طرف سے کی گئی۔ اور جس قدر حکام کابل کی خط وکتابت ہوئی۔ وہ ہمارے ساتھ ہوئی۔ جسے غیر مبایعین بھی تسلیم کرتے ہیں۔

پھر نعمت اللہ خان صاحب کا قادیان میں تعلیم پانا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے ارشاد کے ماتحت کابل جانا اور آپ کے حکم کی اطاعت میں ظالموں کے ہاتھوں جان تک قربان کر دینا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ نعمت اللہ خان صاحب مرحوم حضرت محمود اولو العزم کے جاں نثار خادموں میں سے ایک تھے نہ کہ غیر مبایعین میں سے تھے اور اگر کہا جائے۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ کہ امام جماعت احمدیہ قادیان نے ہی احمدیان کابل کی مشکلات کے متعلق حکام کابل سے خط وکتابت کی۔ اور ان کی حفاظت کے وعدے لئے۔ اور پھر آپ ہی نے ان وعدوں پر بھروسہ کر کے مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو کابل بھیجا لیکن مولوی صاحب نے وہاں جا کر غیر مبایعین سے تعلق پیدا کر لیا ہوگا تو یہ بھی سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ اول تو یہ محض خیالی اور ذہنی بات ہے۔ دوسرے شہید مرحوم نے اپنی شہادت سے چند ہی دن قبل زندان بلا سے اپنے ہاتھ کے ساتھ جو خط لکھا اور جس کا عکس ۱۱ ستمبر ۱۹۲۴ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے حالات سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو آگاہ کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی اور اس کے علاوہ یہ بھی لکھا۔ کہ

"میں ہر وقت قید خانہ میں خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا ہوں کہ الٰہی اپنے نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر۔ میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ مجھے قید خانہ سے رہائی بخش اور قتل ہونے سے نجات دے۔ بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ الٰہی اس بندۂ نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ اسلام پر قربان کر۔ پس اگر قضاء الٰہی میں خاکسار کی موت مقدر ہے۔ تو براہ کرم و مہربانی حقیر خادم نابکار کا کتبہ اصحاب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمرہ میں مقبرہ بہشتی میں لگا دیا جائے۔"

کیا ان الفاظ کو پڑھکر کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ان کا راقم غیر مبایع تھا۔ کیا غیر مبایعین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے یا کتبہ لگائے جانے کی وصیت کیا کرتے ہیں یا مبایعین۔ غیر مبایعین تو وصیتیں منسوخ کرا چکے ہیں۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا باعث رحمت وبرکت نہیں سمجھتے۔ پھر ان سے تعلق رکھنے والا ایک شخص مقبرہ بہشتی میں اپنے کتبہ کی کس طرح خواہش کر سکتا ہے۔ اور کیونکر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ تمام جماعت احمدیہ سے محبت اور اخلاص کا اظہار کر سکتا ہے۔

ایک ذرہ بھی غور و فکر سے کام لینے والا انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس آخری وقت میں جب مولوی نعمت اللہ خان صاحب قید خانہ کے مصائب میں گرفتار تھے اور اپنی موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے تھے۔ اگر غیر مبایعین سے تعلق رکھتے۔ تو پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور آپ کے خدام کو اپنا آخری پیغام نہ پہنچاتے۔ بلکہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور غیر مبایعین کو مخاطب کرتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ حالانکہ خاص کابل میں غیر مبایعین سے تعلق رکھنے والے بھی سرکاری محکمہ میں آدمی موجود تھے۔ ان کے ذریعہ اسی طرح خط امیر غیر مبایعین کو پہنچایا جا سکتا تھا۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہنچایا گیا۔

پس اس بہادر اور جری انسان کے متعلق جس نے حق کی خاطر جان قربان کرنے میں ذرا بھی دریغ نہ کیا۔ یہ خیال کرنا۔ کہ وہ دل سے تو غیر مبایعین سے تعلق رکھتا تھا۔ مگر اس کا ظاہرہ تعلق مبایعین سے تھا۔ نہایت ہی شرمناک جرأت ہے۔ اور کوئی حد درجہ کا کمینہ انسان ہی یہ خیال کر سکتا ہے۔ پھر کس بنا پر پیغام صلح یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ شہداء کابل ان کے ہم عقیدہ تھے۔

پھر اور سُنئے۔ ولایت میں مولوی نعمت اللہ خان صاحب کے قتل کے متعلق جو احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ اور جس میں بڑے بڑے معزز انگریز محض بوجہ انسانی ہمدردی شامل ہوئے۔ اور انہوں نے کابل کے اس فعل کے خلاف نفرت وحقارت کا اظہار کیا اسی جلسہ میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے لڑکے خواجہ نذیر احمد صاحب نے جو کہ ووکنگ مشن کے انچارج ہیں۔ اس جلسہ کو یکطرفہ قرار دیتے ہوئے کابل کے خلاف جو ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ اس کی مخالفت کی۔ خواجہ نذیر احمد صاحب کے غیر مبایع احمدی ہونے کا اعلان خود جناب خواجہ صاحب اور جناب مولوی محمد علی صاحب خاص اہتمام کے ساتھ پیغام میں کر ہی چکے ہیں۔ پھر کیا اسی ووکنگ مشن کے انچارج غیر مبایع نے اس لئے اس ریزولیوشن کی مخالفت کی تھی۔ کہ ایک غیر مبایع کابل میں قتل کیا گیا تھا۔ اور غیر مبایعین کا قتل اسکے نزدیک جائز اور ضروری ہے اگر نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو غیر مبایع نہیں بلکہ مبایع سمجھتا تھا اور اسی وجہ سے اس نے مخالفت کی۔

مذکورہ بالا واقعات اور حالات سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ شہیدان کابل کا غیر مبایعین سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔ اور ان سے تعلق کا غیر مبایعین کے پاس بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن باوجود اس کے پیغام یہ دعویٰ کر رہا ہے۔ کہ وہ غیر مبایع تھے۔ پھر ان تمام واقعات کو اپنے دعویٰ کے خلاف سمجھتے اور جانتے ہوئے پیغام صلح جس بناء پر دعویٰ کر رہا ہے۔ وہ صرف شہید مرحوم مولوی نعمت اللہ خان صاحب کے اس بیان کے چند الفاظ ہیں۔ جو حکومت کابل نے ان کی طرف منسوب کر کے شائع کئے۔ اور پھر ان کی بھی وہ مسخ شدہ صورت ہے۔ جو پیغام صلح نے خود بنائی ہے۔

اب دیکھئے۔ ایک طرف تو تمام حالات اور واقعات اس بات کے مؤید ہیں کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب غیر مبایع نہ تھے اور دوسری طرف پیغام صلح جس بناء پر ان کے غیر مبایع ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ وہ ایسی بودی چیز ہے کہ اسے وہ اپنی اصل شکل میں پیش ہی نہیں کر سکتا۔ بلکہ حسب منشاء تغیر کر کے پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"ان الفاظ میں صاف طور پر بتا دیا گیا ہے کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کے نزدیک (۱) حضرت مسیح موعود نبی ظلی یعنی فنا فی الرسول تھے۔ (۲) آپ پر وحی جبرئیل کے توسط سے نہ آتی تھی۔ بالفاظ دیگر وحی نبوت کے آپ مورد نہ تھے (۳) جو لوگ حضرت عیسیٰ کے رفع جسمانی کے قائل ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ ان کے کفر کا اعلان نہیں کیا۔"

(پیغام ۱۱ مارچ ۱۹۲۵ء)

افسوس ہے "پیغام صلح" نے فیصلہ کابل کے الفاظ نقل کرتے ہوئے دیانتداری سے کام نہ لیا۔ اور وہ فقرہ جو مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کے عقائد پر صحیح روشنی ڈالتا تھا۔ اس کو حذف کر دیا۔ ورنہ اس کے اخذ کردہ نتائج کی خود بخود تردید ہو جاتی۔ "پیغام صلح" نے پہلا نتیجہ جس فقرہ سے نکالا ہے۔ وہ اصل میں یوں ہے:-

"میرزا غلام احمد مذکور اگرچہ نبی صاحب شریعت جدید نیست۔ اما نبی ظلی یعنی فنا فی الرسول است۔"

لیکن پیغام نے ان الفاظ کو حذف کر دیا۔ جن میں حضرت مسیح موعود کے نبی صاحب شریعت ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ تا یہ نہ معلوم ہو سکے۔ کہ شہید مرحوم نے حضرت مسیح موعود کو صاحب شریعت نبی کے مقابلہ میں ظلی نبی قرار دیا ہے۔ نہ یہ کہ آپ کی نبوت کا ہی انکار کر دیا ہے۔ ورنہ اگر وہ حضرت مسیح موعود کو نبی نہ سمجھتے۔ اور ظلی نبی یعنی محدث قرار دیتے۔ جیسا کہ غیر مبائعین کا عقیدہ ہے۔ تو پھر انہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ اگرچہ آپ نبی صاحب شریعت جدید نہیں ہیں۔ مگر آپ ظلی نبی ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ اور ہر ایک عقلمند یہی سمجھیگا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب صاحب شریعت نبی نہیں۔ بلکہ ظلی نبی ہیں۔ اور آگے ظلی نبی کی یہ تشریح کرتے ہیں۔ کہ وہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی وجہ سے نبی بنے۔ اب غیر مبائعین دیکھ لیں۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر شہید مرحوم ان کے ہم عقیدہ کس طرح ہوئے۔

"پیغام صلح" کا سارا زور ان الفاظ پر ہے۔ کہ شہید مرحوم نے کہا۔ حضرت مسیح موعود ظلی نبی یعنی فنا فی الرسول ہیں۔ اور اس کا مطلب وہ یہ نکال رہا ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود کی نبوت سے انکار کیا گیا ہے۔ حالانکہ اگر صرف اتنا ہی فقرہ ہوتا۔ اور وہ فقرہ اس کے ساتھ نہ ہوتا۔ جسے پیغام صلح نے اپنے خلاف سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اور جس کے متعلق اوپر تشریح کی جا چکی ہے۔ تو بھی اس کا وہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ جو پیغام نے نکالا ہے۔ کیونکہ نہ مسیح موعود کا ظلی نبی ہونا آپ کی نبوت کے منافی ہے۔ اور نہ فنا فی الرسول ہونا۔ کیونکہ آپ خود تحریر فرما چکے ہیں:-

"یہ ضرور یاد رکھو۔ کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سے ظاہر ہے۔ پس مصفیٰ غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفیٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفیٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ طبع اول)

پھر فرماتے ہیں:-

"ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

پس شہید مرحوم کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظلی نبی اور فنا فی الرسول کہنے کا یہ مطلب کسی صورت میں بھی نہیں نکل سکتا۔ کہ وہ آپ کو نبی نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے جو کچھ کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے عین مطابق کہا۔ اور پھر بالکل وہی کہا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے۔ اور جس کا اعلان آپ بقلم خود حسب ذیل الفاظ میں فرما چکے ہیں۔

"دور و نزدیک کے لوگوں کو واقف کرنے کے لئے آپ (حضرت مسیح موعود) نے اعلان فرما دیا کہ میری نبوت تشریعی نبوت نہیں۔ بلکہ میں قرآن کریم کا تابع ہوں۔ اور یہ کہ مجھے بلا واسطہ نبوت نہیں ملی۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے آپ کی اطاعت سے آپ میں فنا ہو کر آپ کی غلامی سے ملی ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۶۹)

دیکھو جس طرح ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود کی تشریعی نبوت کا انکار کیا گیا ہے۔ اسی طرح مولوی نعمت اللہ خان صاحب نے کیا ہے۔ پھر جس طرح ان میں رسول کریم کی اطاعت اور آپ میں فنا ہو کر نبوت پانے کا ذکر ہے۔ اسی طرح شہید مرحوم نے ظلی نبی اور فنا فی الرسول کے الفاظ میں کیا ہے گویا مندرجہ بالا الفاظ کو شہید مرحوم نے فارسی الفاظ میں دوہرا دیا ہے۔ پھر اس کے متعلق کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے کہ عقائد کے لحاظ سے وہ غیر مبائعین سے تعلق رکھتا تھا۔ اگر نبوت مسیح موعود کے متعلق غیر مبائعین کا وہی عقیدہ ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو پھر انہیں یہ کہنے کا بھی حق حاصل ہے کہ تمام مبائعین کا وہی عقیدہ ہے۔ جو ان کا ہے۔ اور اگر نہیں۔ تو پھر مولوی نعمت اللہ خان صاحب بھی ان کے ہم عقیدہ نہیں ثابت ہو سکتے۔

دوسرا فقرہ شہید مرحوم کا یہ ہے:-

"وحی براو بدون واسطہ جبرائیل نازل شدہ۔"

یعنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وحی بدون واسطہ جبرئیل کے نازل ہوئی ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ چونکہ عام عقیدہ ہے کہ جبرائیل شریعت لاتا ہے۔ اس لئے اس سے انکار کیا گیا۔ ورنہ جب وہ اپنے اسی بیان میں یہ لکھ چکے تھے کہ:-

"بہماں معتقدات مذکور مندرجات کتاب او راحق میدانم۔"

یعنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں مندرجہ تمام معتقدات کو حق سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ میں اپنا ایک الہام بیان کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں:-

"اس جگہ ائل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے اسلئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔"

تو پھر وہ آپ پر مطلق نزول جبرائیل کا انکار کیونکر کر سکتے تھے پس ان کا انکار اسی بنا پر ہے کہ آپ پر جبرائیل وحی شریعت نہ لاتا تھا۔

تیسرا فقرہ یہ ہے:-

"کسانے را کہ از اہل تفاسیر اسلام برفع عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام معتقد اند و قول کردہ اند مخطی میدانم۔"

یعنی وہ تفسیروں والے جو حضرت عیسیٰ کے رفع جسمانی کے قائل تھے انہیں شہید مرحوم غلطی خوردہ سمجھتے تھے۔

اس میں بھی ہمیں تو کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی جو ہمارے عقیدہ کے خلاف ہو ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایسے مفسرین غلطی خوردہ تھے۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے ایک غلطی کے ازالہ میں ایسے لوگوں کے اس عقیدہ کو غلطی ہی قرار دیا ہے۔ نہ کہ کفر۔ پس ہمیں تو کوئی بھی ایسی بات اس بیان میں نظر نہیں آتی۔ جو پیغام صلح کی مؤید ہو۔

احکام رمضان المبارک

جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر مستورات میں

۲۶ر مارچ بعد نماز عصر جناب حافظ روشن علی صاحب نے مستورات کے مجمع میں جو مسجد اقصےٰ میں جمع ہؤا۔ احکام رمضان پر حسب ذیل تقریر فرمائی۔

دوسرے پارہ کے ساتویں رکوع کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ آج کی تقریر کا منشاء یہ ہے۔ کہ چونکہ کل رمضان کا مہینہ شروع ہو جائے گا۔ اس واسطے روزوں کے متعلق بعض احکام سنائے جائیں ؛

روزہ فرض ہے

سب سے پہلا مسئلہ روزوں کے متعلق یہ ہے۔ کہ روزہ ایک فرض ہے۔ اور یہ ایسا فرض ہے۔ کہ ہر ایک عورت اور مرد پر فرض ہے۔ فرض کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ وہ جس کے چھوڑنے سے انسان ایسا گناہگار ہو جاتا ہے۔ کہ مستحق سزا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے جائز ہوتا ہے۔ کہ اس کو سزا دے۔ حدیث میں آتا ہے۔ ایک شخص جو صحیح اور تندرست ہو۔ اگر جان بوجھ کر ایک روزہ بھی چھوڑ دے اور پھر ساری عمر روزے رکھتا جاوے۔ تو بھی اس ایک روزہ کے چھوڑ دینے کا یہ بدلہ نہیں ہو سکتا۔ پس روزہ ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ وہ اس کو جان بوجھکر بغیر کسی مجبوری کے چھوڑے ؛

خدا تعالےٰ اس رکوع کی جو میں نے ابھی پڑھا ہے۔ پہلی آیت میں فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تمہارے اوپر روزہ فرض کر دیا گیا ہے۔ پس روزہ ایک فرض ہے۔

سحری نہ کھانے سے روزہ نہیں چھوڑا جا سکتا

اس کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ روزے دار کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ کہ وہ سحری کے وقت ضرور کھانا کھائے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ سحری کے وقت اگر کوئی سوتا رہے۔ اور کھانا کھانے کے لئے نہ اٹھ سکے تو روزہ بھی چھوڑ دے۔ بلکہ رمضان کے دنوں میں صبح سے شام تک کھانا اور پینا حرام ہے۔ سوائے اس شخص کے جو سفر پر ہو۔ یا مریض ہو۔ اس کے علاوہ جو شخص بھی روزہ نہیں رکھتا۔ اسکے لئے دن کے وقت کھانا پینا حرام ہے ؛

مسافر اور بیمار کے روزے

دوسرا مسئلہ روزہ کے متعلق یہ ہے۔ کہ یہ ایک ایسا فرض ہے۔ کہ بیمار اور مسافر پر بھی یہ اس وقت فرض نہیں۔ جب کہ وہ سفر کی حالت میں ہو۔ یا بیمار ہو۔ لیکن جب وہ سفر سے واپس آجاتا ہے۔ یا بیماری سے تندرست ہو جاتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ روزہ رکھے۔ اور جتنے روزے اس سے چھوٹ گئے ہیں۔ ان کو بعد میں پورا کرے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی بیمار اور مسافر روزہ رکھتا ہے تو اس کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے کہا۔ فلاں شخص نے سفر میں بھی روزہ نہیں چھوڑا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا وہ شخص خدا تعالےٰ کو زبردستی راضی کرنا چاہتا ہے۔ پس جیسا کہ روزہ تندرست اور مقیم کے لئے رکھنا ضروری ہے۔ ویسا ہی وہ شخص جو سفر میں ہو۔ یا بیمار ہو۔ اس کے لئے رکھنا مکروہ ہے ؛

بچہ کو دودھ پلانے والی عورت کا روزہ

پھر جو عورت دودھ پلانے والی ہو۔ یعنی اس کا بچہ اتنا چھوٹا ہو کہ اس کا دودھ پیتا ہو۔ اسکے لئے یہ جائز ہے۔ کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ کیونکہ اس طرح سے بچے کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور وہ دودھ کے کم ہو جانے کی وجہ سے تکلیف اٹھاتا ہے۔ ہاں ایسی عورتوں کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلا دیا کریں۔ حاملہ عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ اگر ایک عورت کو ایک سال حمل ہے۔ تو اگلے دو سال بچہ کو دودھ پلائے گی۔ اور اس طرح اسکے تین سال کے روزے رہ جائیں گے۔ جو کہ خود رکھکر پورے ہونے مشکل ہیں ؛

دائم المریض اور حاملہ

پھر بیمار اور مسافر کے لئے تو یہ حکم ہے کہ وہ جب بیماری سے تندرست اور سفر سے واپس آجائے۔ تو روزے رکھے۔ لیکن دائم المریض اور حمل والی عورت جس کو روزوں کے رکھنے کا موقع ہی نہ ملے ان کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلا دیا کریں۔ لیکن جس کو اتنی بھی طاقت نہ ہو۔ وہ اگر مسکین کو کھانا نہ دے اور نہ روزہ رکھے۔ تو اس کے لئے حرج نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے کسی حکم میں ایسی سختی نہیں رکھی۔ کہ اگر بندہ اس کو نہ کر سکتا ہو تو بھی اس کے نہ کرنے پر سزا دے ؛

روزہ کا وقت

تیسرا مسئلہ روزوں کے متعلق یہ ہے۔ کہ روزے کے شروع ہونے کا وقت وہ ہے جب کہ مشرق کی طرف سے صبح کی روشنی ظاہر ہو۔ اس لئے ہر ایک روزہ دار کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ جب رات کی سیاہی سے صبح کی روشنی ظاہر ہو۔ تو کھانا پینا اور مرد و عورت کا تعلق چھوڑ دے۔ اور روزے کو ختم اس وقت کرنا چاہیئے۔ جب کہ سورج غروب ہو جائے۔ رات کے وقت روزہ نہیں ہوتا۔ اس لئے سورج کی ٹکی غائب ہونے کے بعد سے صبح کی روشنی ظاہر ہونے تک سب کام کر سکتا ہے۔ جو دوسرے ایام میں کئے جاتے ہیں۔ لیکن روزے کی حالت میں کھانا اور پینا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی بھول کر کچھ کھا لیتا ہے۔ یا پانی پی لیتا ہے۔ تو اس طرح روزہ نہیں ٹوٹتا۔ صرف اس وقت روزہ ٹوٹ سکتا ہے۔ جب کہ جان بوجھ کر کھا پی لیا جائے ؛

رمضان میں تلاوت قرآن و نوافل

چوتھا مسئلہ یہ ہے۔ کہ روزوں کے مہینہ کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ روزوں کا مہینہ وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن شریف اتارا گیا۔ اور چونکہ یہ ایسا متبرک مہینہ ہے کہ قرآن کریم کو اس کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اسی واسطے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں قرآن شریف بہت پڑھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ تین دن میں تمام قرآن شریف آپ نے ختم کیا۔ اس لئے اس مہینہ میں خاص طور پر قرآن شریف کو زیادہ پڑھنا چاہیئے۔ دوسرے اس مہینہ کے ساتھ نماز کا بھی خاص تعلق ہے۔ اس واسطے اس میں نوافل پڑھنے چاہیئیں۔ اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس ماہ میں انکساری کے ساتھ توبہ کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔ نوافل انسان رات کے پہلے حصہ میں بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور پچھلے وقت بھی۔ لیکن پچھلی رات کا پڑھنا پہلی سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ پھر نوافل جماعت کے ساتھ مسجد میں بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور اکیلا اگر پڑھ لے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ عورتوں کیلئے چونکہ زیادہ تر گھر میں ہی موقع ہوتا ہے۔ اس لئے وہ گھر میں پڑھ لیں ؛

روزوں میں دعائیں

پانچواں مسئلہ روزوں کے متعلق یہ ہے۔ کہ روزہ میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی صفت ہے۔ کہ وہ نہ کھاتا ہے۔ نہ پیتا ہے۔ اور بندہ بھی چونکہ ان دنوں میں کھاتا اور پیتا نہیں۔ اس لئے وہ خدا تعالےٰ کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا ہوں۔ اور قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے ؛

روزوں میں صدقہ

چھٹا مسئلہ روزوں کے متعلق یہ ہے۔ کہ روزوں میں صدقہ کرنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی صدقہ دیا کرتے تھے لیکن رمضان کے مہینہ میں خاص طور پر زیادہ صدقہ دیتے تھے۔ اور صدقہ دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس لئے جب بندہ اس مہینہ میں دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ صدقہ

کرتا ہے۔ اور نمازیں بھی زیادہ پڑھتا ہے۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ وہ صدقہ بھی زیادہ دے ؛

اعتکاف

ساتواں مسئلہ رمضان کے متعلق یہ ہے۔ کہ روزوں کے درمیان ایک عبادت اعتکاف آتی ہے۔ یعنی انسان کچھ روز مسجد کے اندر رہے۔ اور ہر وقت خدا تعالےٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ سوائے کسی بڑی حاجت اور ضرورت کے باہر نہ جائے۔ یعنی اگر کوئی ایسا شخص جسکے لئے کوئی کھانا اور پینا لانے والا نہیں ہے۔ وہ اپنا کھانا وغیرہ لانے کیلئے باہر چلا جائے۔ تو وہ جا سکتا ہے۔ اعتکاف عورتیں بھی اگر پردے کا انتظام ہو تو بیٹھ سکتی ہیں ؛

اعتکاف بیٹھنے کے متعلق یہ ہے۔ کہ وہ رمضان کے ہر عشرہ میں جائز ہے۔ خواہ کوئی پہلے عشرہ میں بیٹھے یا درمیانی میں یا آخری میں بیٹھے۔ لیکن آخری عشرہ میں بیٹھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ لیلۃ القدر کی رات جس میں کہ زیادہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اسی مہینہ میں آتی ہے۔ اور وہ عموماً آخری عشرہ اور طاق راتوں میں آتی ہے ؛

پس روزوں کے متعلق یہ مسائل ہیں۔ کہ روزہ رکھنا فرض ہے۔ اس کو بہانے سے ٹالنا گناہ ہے۔ اور کھانے پینے سے بھی دوسروں کے سامنے پرہیز کی جاوے۔ تاکہ رمضان کا ادب قائم رہے۔ ہاں جس نے دوسروں کو یہ دکھلانا ہو۔ کہ بیمار یا مسافر ہونے کی وجہ سے میں روزہ نہیں رکھ سکا۔ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسروں کے سامنے کھانا کھائے یا پانی پیئے ؛

روزہ کے باطنی فوائد

یہ تو روزہ رکھنے کے ظاہری فوائد ہیں۔ لیکن اب میں اس کے باطنی فوائد بتاتا ہوں۔ کیا وجہ ہے۔ کہ انسان روزے رکھے۔ اور یونہی اپنے آپ کو بھوک اور پیاس میں مبتلا کرے۔ سو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس کی وجہ بتا دی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ کہ روزے کی غرض یہ ہے۔ کہ تم پرہیزگار ہو۔ پرہیزگار اس کو کہتے ہیں۔ جو لغو اور حرام سے بچے۔ روزہ کیا ہے۔ روزہ میں انسان سے یہ مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ وہ کام جو وہ نہیں کر سکتا اسے بھی کر سکے۔ مثلاً کھانا اور پینا انسان کے لئے کتنا ضروری ہے۔ لیکن روزہ کے ذریعہ سے مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ وہ بھوکا رہ سکے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ تم اسے چھوڑ دو۔ تاکہ تم سمجھو۔ کہ جب تم یہ ضروری چیز چھوڑ سکتے ہو۔ تو غیر ضروری باتیں بھی اگر چاہو۔ تو چھوڑ سکتے ہو۔ اور جب ایک شخص حلال چیزوں کو چھوڑ سکیگا۔ تو حرام چیزوں کو کس طرح قبول کر سکتا ہے۔ اور جب وہ جائز شہوات کو روک سکے گا۔ تو حرام کو کیوں نہیں روک سکیگا۔ غرض یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ انسانوں پر ظاہر کیا جائے۔ کہ جب تم حلال کو چھوڑ سکتے ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ حرام کو نہ چھوڑ دو۔

پھر حدیث میں آتا ہے۔ للصائم فرحتان۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ رکھنے والے کے لئے وہ ہوتی ہے۔ جب کہ وہ روزہ کھولتا ہے۔ اور دوسری خوشی وہ ہوگی۔ جب وہ خدا کو ملے گا ؛

روزہ میں صبر کی مشق

اس کے ساتھ یہ مسئلہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ روزہ میں صبر کی بھی مشق کرائی جاتی ہے۔ کیونکہ جب ایک انسان بھوک اور پیاس پر صبر کر سکتا ہے۔ تو وہ اور کاموں پر بھی صبر کرے گا اور صبر کرنیوالوں کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین۔ کہ میں خود صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں۔ اور روزہ اس لئے بھی فرض کیا گیا ہے۔ تا انسان صبر کر سکے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی راہ میں مشکلات بھی آتی ہیں۔ اور اگر ان مشکلات پر صبر کرنے کی عادت اور مشق نہ ہو۔ تو انسان گھبرا جائے ؛

روزہ فضول عادتوں کو چھڑاتا ہے،

پھر روزہ انسان کو محتاط بھی بنا دیتا ہے۔ اور بہت سی ایسی فضول عادتوں کو جنہیں انسان بظاہر سمجھتا ہے۔ کہ وہ چھوٹ نہیں سکتیں۔ چھوڑا دیتا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں کو نسوار۔ پان۔ افیم یا حقہ کی عادت ہوتی ہے۔ لیکن روزہ ان تمام چیزوں کو چھوڑنے کی مشق کرا دیتا ہے۔ کیونکہ جب صبح سے شام تک انسان یہ چیزیں چھوڑ دے گا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ان کو بالکل ترک نہ کر سکے ؛

اسی طرح حدیث میں آتا ہے۔ کہ جو روزہ رکھتا ہے۔ لیکن لغو کلام۔ غیبت وغیرہ بدعات سے پرہیز نہیں کرتا۔ اس کے روزہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر وہ ان بدعادتوں کو نہیں چھوڑتا۔ تو اس کا روزہ رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ بیل کے منہ پر جالی چڑھا دیتے ہیں۔ تاکہ وہ کچھ کھا پی نہ سکے اسی طرح وہ انسان اس بیل کی طرح ہوگا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا۔ کہ سب کچھ تو اس کی مشق کے لئے کرایا جاتا ہے۔ اگر روزہ رکھکر بھی وہ ان عادات اور حرام چیزوں کو نہ چھوڑے۔ تو اس کے روزہ رکھنے کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ؛

نماز تہجد کی مشق

پھر روزہ رکھنے کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ انسان جب سحری کے وقت اٹھتا ہے تو اس کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کی بھی مشق ہو جاتی ہے۔ اور تہجد ایک ایسی نماز ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کا قرب زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ تو روزہ تہجد کی بھی مشق کرا دیتا ہے ؛

نفلی روزے

ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی کو توفیق ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ وہ نفلی روزے بھی رکھے۔ اور یہ ہر ماہ میں تین دن۔ اور حج کے دن۔ محرم کی دسویں تاریخ۔ اور شوال کے شروع میں عید کے بعد چھ دن رکھنے چاہئیں۔ خدا تعالےٰ نفلی روزوں سے ہی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ فرض تو ایک قرض ہے جس کا ادا کرنا ہر ایک کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ صرف نفلی روزے ایسے ہیں۔ جو ہم خود اپنی خوشی سے رکھتے ہیں۔ چونکہ ان کا رکھنا فرض نہیں قرار دیا گیا۔ اس لئے ان کا اجر بھی زیادہ ملتا ہے ؛

افطاری میں جلدی

اس کے ساتھ ہی یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے کہ افطاری میں جلدی کرنی چاہیئے۔ سورج کے غروب ہوتے ہی فوراً روزہ افطار کر دینا چاہیئے۔ اور سحری صبح ہونیکے بالکل قریب کھانا چاہیئے۔ مثلاً یہ نہیں کہ دو بجے ہی اٹھکر سحری کھالے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ وہ لوگ اچھے رہینگے۔ جو فوراً سورج کے غروب ہوتے ہی روزہ افطار کریں اور صبح ہونے کے قریب رکھیں ؛

یہ قرآن شریف کے احکام کا خلاصہ ہے۔ جو روزوں کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے بیان کر دینے کے بعد اب میں بتاتا ہوں۔ کہ یہاں پر بہت سی عورتیں اور مرد آتے ہیں۔ تا وہ یہاں رہ کر دین سیکھیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

حضرت مسیح موعود نے تمام دنیا کے لوگوں کو بتایا ہے۔ کہ تم یہاں پر آؤ۔ یہاں آنے سے تم کو نور ملے گا۔ اور تمہاری تسلی کا ذریعہ یہاں موجود ہے۔ اب اگر یہاں کوئی نور حاصل کرنے اور اپنی تسلی کی خاطر آئے۔ اور اس کو نور اور تسلی حاصل نہ ہو۔ تو نعوذ باللہ ہم مسیح موعود کے کلام کو جھٹلانے کا موجب ہونگے۔ یہاں کے لوگوں کے لئے یہ لازم ہے۔ کہ وہ یہاں آنے والوں کے لئے نیک نمونہ پیش کریں۔ نہ کہ بُرا نمونہ پیش کر کے انکی ٹھوکر کا موجب ہوں ؛

مجبوری کی حالت

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ رمضان کے مہینہ میں یہاں کی کئی ایک عورتوں کے لئے اکٹھی ایک دفعہ ایسی مجبوری پیش آجاتی ہے۔ کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتیں۔ انہیں دیکھ کر باہر کی عورتیں کہدیتی ہیں۔ کہ لو یہاں تو عورتیں روزہ ہی نہیں رکھتیں۔ اس لئے ایسے موقعہ پر یا تو صاف بتا دینا چاہیئے۔ کہ یہ مجبوری اور یہ وجہ ہے۔ جسکے باعث روزہ نہیں رکھا گیا۔ یا دن کے وقت کھانا پینا ان پر ظاہر ہی نہ ہونے دینا چاہیئے۔ تاکہ ان کو شبہ ہی نہ ہو۔ اور جہاں پر شبہ ہو جائے۔ وہاں ضروری ہے۔ کہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے۔

کہ ایک دفعہ آپ اپنی ایک بیوی کو پہنچانے جا رہے تھے۔ کہ کچھ آدمی راستہ میں ملے۔ وہ دوڑ کر ایک طرف جانے لگے۔ لیکن آپ نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ دیکھ لو۔ یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ آپ نے ایسا اس واسطے کیا۔ تا ان میں سے کسی کو شبہ نہ ہو۔ تو یہ ضروری ہے۔ کہ جہاں شبہ کا امکان ہو۔ وہاں پر دوسرے کی پورے طور پر تسلی کی جائے۔

پس مجبور عورتوں کا معاملہ خدا سے ہے۔ لیکن اگر وہ مجبور نہیں۔ تو ان کا روزہ چھوڑنا اتنا گناہ ہے۔ کہ اگر ساری عمر بھی وہ روزے رکھتی جائیں۔ تو اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔

اعلیٰ نمونہ دکھاؤ تم اپنے نمونہ کو اچھا بناؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور خدا تعالےٰ کے نور کو یہاں پر پھیلا گئے۔ لیکن سوچنا چاہیئے۔ کہ تم نے کونسا نورِ خدا پایا ہے۔ اور اگر تم نے نورِ خدا نہیں پایا۔ تو جس طرح اور یہاں پر ہندو۔ سکھ اور بھنگی عورتیں رہتی ہیں۔ اسی طرح تم بھی ہو۔

تم ہمیشہ اپنے دل میں یہ بات سوچو۔ کہ ہم کس لئے یہاں آئی ہیں۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نورِ خدا دیا ہے اس کو ہم نے پایا ہے یا نہیں۔ اگر تم اپنے برے نمونہ سے آپکے کلام کو جھٹلاؤ گی۔ تو دوسروں کا گناہ بھی تم پر ہی پڑے گا۔ کیونکہ یہیں سے دین کا دودھ دنیا کے لوگوں تک پہنچایا جاوے گا۔ اور اسی دودھ سے دنیا پلے گی۔ پس اپنے فرضِ منصبی کو پہچانو اور اس بات کو سمجھ لو۔ کہ اگر تم نے اچھا نمونہ دکھایا۔ تو آئندہ نسلیں اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔ اور اگر تم نے برا نمونہ دکھایا تو آئندہ نسلوں کی گمراہی کا گناہ تم پر پڑے گا۔ تم تمام سستیوں۔ جھوٹ۔ غیبت۔ چوری اور گلے وغیرہ کو چھوڑ دو تا خدا تعالےٰ تمہارا مددگار ہو۔ اور تم پر اپنے فضلوں کی بارش کرے۔

اب چونکہ مغرب کا وقت قریب ہے۔ اور میں تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے میری طرف سے پھر یہی نصیحت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے تمام احکام کی پورے طور پر پابندی کرو۔ اور دوسروں کے سامنے نیک نمونہ پیش کرو۔ اپنے بچوں اور مردوں کا بھی خیال رکھو۔ اور ان کو سست مت ہونے دو۔ کیونکہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اس عورت کو اللہ تعالےٰ خوش کرے۔ جو اپنے گھر کے مرد کو بھی صبح نماز کے لئے اٹھاتی ہے۔ اور اگر وہ نہیں اٹھتا۔ تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیکر اٹھاتی ہے۔

انعام کس طرف سے ہوگا اخبار الفضل مورخہ ۲/۲۵ میں امتحان کتب مسیح موعود کیلئے انعامات کا جو اعلان ہوا ہے اسمیں چاندی کا تمغہ منجانب ماسٹر ابراہیم صاحب دہناور درج ہے۔ جو اصل میں مولوی سعد الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کھاریاں کی طرف سے انعام مقرر ہوا ہے

اشتہارات

رشتہ درکار ہے

دو لڑکیاں بعمر ۱۳ سالہ اور ۱۵ سالہ لکھی پڑھی ہیں۔ ان کے رشتہ کے لئے مبایع نوجوان اچھے روزگار والے ہوں۔ خط و کتابت معرفت

بابو عبد السمیع احمدی ملٹری واچ مرچنٹ جتوگ ضلع شملہ

دو عظیم الشان نئی کتابیں

جو اس سال شائع ہوئیں۔ جماعت کا کثیر حصہ بوجہ ان کی حقیقت سے ناواقفیت کے ابھی تک ان سے محروم ہے۔ ایک انہیں سے سیرت النبی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی تصنیف ہے۔ جس میں بالکل نئے پیرائے پر حضرت سرور کائنات کی سیرت صرف صحیح بخاری کی احادیث کی بناء پر ترتیب دی گئی ہے اور حضور صلعم کے ہر قول اور ہر فعل کی پرحکمت فلاسفی بیان کی ہے۔ جلسہ پر اکثر لوگوں نے اس کو سیرت المہدی سمجھا۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ مجلد عہ/

دوسری کتاب فلسفہ نماز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس قدر نماز کا فلسفہ اور حقیقت بیان فرمائی ہے۔ اس میں وہ تمام مرتب کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں نماز کے ضروری مسائل اور فتوے بھی جو حضرت مسیح موعود کی زبان اور قلم سے نکلے مع حوالجات جمع کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عجیب و غریب رسالہ ہے۔ احباب ضرور منگا کر زیر مطالعہ رکھیں۔ قیمت ۶/

فہرست کتب مفت طلب کریں

ملنے کا پتہ

کتاب گھر قادیان

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ بنام مدعا علیہ

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

دوکان سندارام۔ دیال رام واقعہ یاری والہ بذریعہ دیال رام ولد ٹھاکر داس ذات دوہا سکنہ یاری والہ تحصیل شورکوٹ مدعی۔ بنام صدر الدین مدعا علیہ

دعوےٰ مالی عہ

اشتہار بنام صدر الدین ولد مرید حوث ذات فقیر سکنہ چک ۱۴۳ تحصیل جھنگ۔ مدعا علیہ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۹/۴/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ تحریر ۲۷/۳/۲۵

مہر عدالت دستخط حاکم

499

ماہ رمضان میں نور مفت

جو شخص رمضان کے مہینہ میں نور کا خریدار بنے گا اسے ہندو دھرم کی حقیقت عہ/ آریہ مذہب کی حقیقت عہ/ پروفیسر رام دیو کے چھ سوالوں کا جواب ۸/ یعنی جملہ تین روپیہ کی کتابیں مفت دی جائیں گی۔ صرف محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا بس آج ہی درخواست بھیج دیں۔ پھر یہ موقعہ ہاتھ نہ آئیگا

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

موتیوں کے سرمہ کی دھوم مچ گئی

ڈاکٹر لوگ بذریعہ تار منگواتے ہیں،

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب ہینزدہ سے تار دیتے ہیں۔ کہ دو تولہ موتی سرمہ فی الفور بھیجدیں ایسا کیوں نہ ہو۔ جب کہ تجربہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ضعف بصر۔ خارش چشم۔ جلن پپوٹوں کی سوزش گوہانجنی۔ رتوند۔ پھولا۔ جالا۔ دھند۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے یہ موتی سرمہ اکسیر ہے۔ اگر آپ اپنی پیاری آنکھوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی موتی سرمہ رجسٹرڈ کیلئے درخواست بھیجدیں

قیمت فی تولہ صرف عہ/ محصولڈاک علاوہ } پتہ:۔ منیجر کارخانہ موتی سرمہ رجسٹرڈ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت ملازمین

فوجی ملازمین ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ سٹور کیپر کی ضرورت ہے پنشن یافتہ کوارٹر ماسٹر دفعدار کو ترجیح دی جاویگی۔ تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار۔ اور مکان رہائش مفت ہے

اسسٹنٹ اکونٹنٹ کمرشل اکونٹ کلرکوں کی ضرورت ہے تنخواہ ۴۰ روپے ماہوار۔ مکان رہائش مفت۔ فوجی ملازمت کے برطرف شدہ اکونٹنٹ کلرکوں کو ترجیح دی جاویگی۔ درخواستہائے بدستخط خود مع سفارش ہائے کمانڈنگ افسران و نقول اسناد ہوں ؛

ایک رجمنٹل کلرک کی ضرورت ہے۔ صرف انٹرنس پاس امیدوار درخواست کریں ؛

انجنیئر وسب اوورسیر وسروئیر ایک پاس اوورسیر کی ضرورت ہے۔ جو لیول استعمال کرسکتا ہو۔ اور زمین اور عمارتوں کے اسٹیمیٹ تیار کرسکتا ہو۔ تنخواہ ۶۰ روپیہ ماہوار اور ۵ روپیہ سائیکل الاونس۔ کامیاب امیدوار کو اس کے اپنے خرچ پر فوراً بلا لیا جائے گا۔ اور تین ماہ کی آزمائشی ملازمت کے بعد مستقل کر دیا جائے گا ؛

سٹینوگرافر ایک سٹینوگرافر کی ضرورت ہے۔ شروع تنخواہ ۱۵۰ روپیہ ماہوار۔ صرف تجربہ کار امیدوار معہ نقول اسناد درخواست کریں ؛

زراعت سپرنٹنڈنٹوں کی ضرورت ہے۔ امیدوار معہ نقول اسناد درخواست میں کم از کم تنخواہ کا ذکر کرتے ہوئے ارسال کریں

تمام بڑے بڑے شہروں میں ایجنٹوں اور ٹریولنگ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جن کا کام کتابوں اور ہفتہ وار اخباروں کی فروخت ہوگا۔ شرائط ایجنسی فیاضانہ ہیں ؛

ایک موٹر ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۶۰ روپیہ ماہوار اور مکان رہائشی مفت۔ علاوہ ازیں پراویڈنٹ فنڈ بھی ملیگا۔ درخواست معہ نقول اسناد ہو ؛

کمپونڈرز قابل کمپاؤنڈروں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۳۰ روپیہ ماہوار اور مکان رہائشی مفت ؛

دیگر ایک سینٹری انسپکٹر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ مطابق قابلیت درخواست معہ نقول اسناد ارسال کی جاوے ؛

اسلامیہ ہائی سکول کے لئے ایک ٹرینڈ گریجویٹ کی ضرورت ہے۔ جو ہائی کلاسز کو اعلےٰ انگریزی اور سائنس میں تعلیم دے سکے۔ تنخواہ اچھی اور قابلیت کے لحاظ سے ملے گی ؛

نوٹ :۔ تمام درخواستہائے معرفت ناظر امور عامہ قادیان ارسال کی جاویں۔ اور درخواست میں مخاطب کرنے کی جگہ خالی چھوڑ دی جاوے ؛

ہندوستان کی خبریں

دہلی ۳۰ مارچ۔ جنرل لارڈ رالنسن کمانڈر انچیف افواج ہند کے جنازے کا نہایت شاندار جلوس نکلا۔ اور ہندوستان کی تمام افواج کی طرف سے کمانڈر انچیف کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ جلوس جو قریباً نصف میل تک پھیلا ہوا تھا۔ صبح کے وقت ہندو راؤ کے ہسپتال سے روانہ ہوا۔ سب سے آگے افواج اسکاٹس گریز۔ گنگس رائل رائفلس۔ شاہی توپ خانہ کا ایک حصہ۔ ہوائی فوج کا ایک حصہ ٹینک کور۔ انگریز اور ہندوستانی سوار۔ وائسرائے کے باڈی گارڈ۔ دہلی کنٹنجنٹ اور ہندوستانی ایگزیلری افواج تھیں۔ اس کے بعد جنازہ یونین جیک میں لپٹا ہوا۔ توپ کی گاڑی پر جس میں چھ گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ رکھا ہوا تھا کمانڈر انچیف کی فوجی ٹوپی اور تلوار تابوت کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ جنازہ کے اوپر دو ماتمی ہار پڑے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک لیڈی رالنسن اور ایک لارڈ ریڈنگ اور کونٹس ریڈنگ کی طرف سے تھا۔ جنازہ کی گاڑی کے پیچھے کمانڈر انچیف کا گھوڑا۔ اور ان کے اعزازی تمغہ جات جو ایک گدے پر سجائے ہوئے تھے ایک افسر اٹھائے ہوئے تھا۔ تابوت کے اوپر کی چادر کو بہت سے اعلےٰ افسران فوج اٹھائے ہوئے تھے۔ کمانڈر انچیف کے تمغہ جات اٹھانے والے سوار کے پیچھے وہ افسران جا رہے تھے۔ جو ملک معظم۔ شہزادہ ولیعہد اور شہزادہ آرتھر آف کناٹ کی نمائندگی کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ توپ کی گاڑی کے آگے جس پر تابوت رکھا ہوا تھا۔ ڈیوانشائر کے بینڈ باجا والے موقع کے مناسب متبرک گیت گاتے جاتے تھے۔ وسیع گرجا جہاں دعائے جنازہ کی رسم ادا کی جانے والی تھی۔ ہر طبقہ کے لوگوں سے پر تھا۔ جن میں ہیر اکسیلنسی لارڈ ریڈنگ۔ کونٹس ریڈنگ۔ گورنر پنجاب اور ایگزیکٹو کونسل کے ممبران بھی شامل تھے۔ لاہور کے پادری نے دعا جنازہ پڑھی۔ چھ بجے شام تک تابوت گرجا میں رکھا رہا۔ اس کے بعد بذریعہ سپیشل ٹرین بمبئی کو روانہ ہوگیا۔ گاڑی راستہ میں تمام فوجی مقامات پر دو منٹ ٹھہرتی جائیگی۔ اور اعزازی سلامی کی جائیگی۔ بمبئی سے جنازہ فوراً اسائی نامی جہاز پر ولایت روانہ ہو جائیگا ؛

دہلی یکم اپریل (غیر معمولی) گزٹ آف انڈیا۔ مورخہ یکم اپریل سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ریلوے لائنوں پر کام کرنے والوں کیلئے ۱۰ لاکھ عملہ محصولات روئی کے لئے ۷۷ ہزار ممبران مجلس منتظم کے مصارف دورہ کے لئے ۶۲ ہزار روپیہ کی رقوم جن کو لیجسلیٹو اسمبلی نے مسترد کر دیا تھا۔ وائسرائے نے منظور کر لی ہیں۔

کلکتہ ۲۹ مارچ۔ مسٹر دیش بندھو داس نے حال میں اپنا حسب ذیل بیان شائع کیا ہے۔ میں اس بات کو واضح کرچکا ہوں۔ اور اب پھر واضح کئے دیتا ہوں۔ کہ میں سیاسی وارداتوں اور تشدد کے اصول کا مخالف ہوں۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہوں۔ میں اور میری جماعت اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ وہ ہماری سیاسی ترقی کی راہ میں ایک روک کا باعث ہے۔ میری خواہش ہے۔ کہ ہمارے ملک میں تشدد سے سیاسی حربہ کا کام بالکل نہ لیا جائے۔ ہم نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ مساوی حقوق اور باعزت اشتراک سلطنت کے ساتھ ہندوستان کے لئے سوراج اور سیاسی مساوات حاصل کریں ؛

دیش بندھو داس کے بیان کے جواب میں ایچ ڈبلیو کار صدر یورپین ایسوسی ایشن لکھتے ہیں۔ یہ بات بہت ہمت افزا ہوتی اگر یہ اعلان بنگال کے تعزیری قانون کے کتاب آئین میں درج ہونے سے پہلے شائع ہو جاتا۔ کیونکہ اس صورت میں یہ قانون غیر ضروری تھا۔ اگر مسٹر داس کے اس بیان پر ان کے متبعین اور ان کے اخبارات نے عمل کیا۔ تو ایک دو سال میں سوراج پارٹی کے ان ارادوں کے متعلق اعتماد پیدا ہو جائیگا۔ جو وہ اقلیت تعداد اقوام کے متعلق رکھتی ہے۔ اور اس بناء پر میں آپ کے اعلان کا خیر مقدم کرتا ہوں ؛

مسٹر سی۔ آر۔ داس۔ صدر بلدیہ اور مسٹر ایس۔ ایچ۔ سہروردی نائب صدر بلدیہ کلکتہ کی میعاد ختم ہونے پر دوبارہ انتخاب کے موقعہ پر وہی مقرر ہو گئے ہیں ؛

لاہور ۲ اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مجلس خلافت پنجاب لاہور نے فی روپیہ سات سیر کے حساب سے غرباء کو غلہ دینا شروع کر دیا ہے ؛

سیلون انڈیپنڈنٹ میں لکھا ہے۔ کہ لنڈن اور کلکتہ کے سرکاری حلقوں میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے۔ کہ غالباً ملک معظم اس سال موسم خزاں میں ہندوستان بدیں غرض تشریف لائیں گے کہ نئی دہلی میں امپیریل پارلیمنٹ کی رسم افتتاح ادا کریں ؛

ایڈیٹر اخبار شیطان کو زیر دفعہ ۱۵۳ مجرم قرار دیکر تین مختلف مضمونوں پر ۷۵۰ روپے جرمانہ کی سزا تجویز ہوئی۔ اگر جرمانہ نہ ادا ہوا۔ تو چھ ماہ قید بامشقت ہو گی ؛

بمبئی ۲۵ مارچ بمبئی کے محکمہ ڈاک میں اب پہلی دفعہ ایک ہندوستانی پوسٹ ماسٹر جنرل کے عہدے پر مقرر ہوا۔

کلکتہ کے محکمہ چنگی کے ملازموں نے ۱۰ ہزار روپیہ کی ممنوعہ افیم گرفتار کی ؛

دہلی ۸ مارچ۔ والیان ریاست کا آئندہ اجلاس دہلی میں ۹ نومبر سے ۲۴ نومبر ۱۹۲۵ء تک ہوگا ؛